دیوان حافظ (به اردو و فارسی)

حافظ

[illegible]

دیوان حافظ

سنہ ١٣٣٩ھ

مرتبہ

جناب مولوی [illegible] حسن صاحب صدیقی بدایونی

پنشن یافتہ چیف جج سرکار نظام [illegible]

نظامی پریس بدایوں

نظام الدین حسین پرنٹر و پبلشر

[illegible] ١٩٢١ء

برچیده از کتابخانه دیجیتال هندوستان http://dli.iiit.ac.in
باز تکثیر از کتابخانه کتاب فارسی http://www.KetabFarsi.com

اعجاز القرآن

(مصنفہ مولوی محمد ابو الحسن صاحب صدیقی بدایونی ثم [illegible]

یہ رسالہ اُن مضامین کا مجموعہ ہے جو عرصہ ہوا ملک کے مختلف رسائل و اخبار
میں طبع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں اور اسی مقبولیت کی وجہ سے اُن کا علیحدہ
رسالہ دو مرتبہ طبع کرنے کی ضرورت ہوئی اور ان مضامین کا انگریزی ترجمہ
چھپ کر ملک غیر میں شایع ہوا اس رسالہ میں انوکھے طرز استدلال سے
قرآن مجید کو اس کی نصوص قطعیہ سے کتاب منزل من اللہ ثابت کیا گیا ہے
نہایت عمدہ خواہ اُردو خواہ انگریزی قیمت فی جلد ۸ مقرر ہے مصنف سے
ذیل کے پتے سے مل سکتی ہیں۔

مولوی ابو الحسن صدیقی بدایونی قصبہ شیخوپور محلہ [illegible]

کتاب نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مہتمم مطبع کی طرف سے

گذارش

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد

بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

گذشتہ چند سال میں مطبع نظامی سے کلیات شیفتہ اور اُس کے بعد سید راس مسعود صاحب بی اے آکسن کی تحریک سے اردو دیوان غالب کے تین نفیس اڈیشن چھپکر نکل چکے ہیں اور دیگر اساتذہ اردو کے کلام کو صحت اور لطافت کے ساتھ چھاپنے کا انتظام ہو رہا ہے چنانچہ میر انیس کے مراثی کی پہلی جلد چھپ رہی ہے خواجہ میر درد اور مومن کے دیوانوں کی صحت کا کام جاری ہے۔ اردو کے اساتذہ کے کلام کی اشاعت و طباعت بجائے خود ایک بڑا کام ہے اس لیے باوجود بعض احباب کے اصرار کے مجھ کو فارسی شعرا کے کلام کے طبع کرنے کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہ ملا لیکن میرے واجب التعظیم

ہم وطن بزرگ قوم مولوی ابو الحسن[1] صاحب صدیقی بدایونی پنشنر چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے اُس ذوق و شوق کی بدولت جو آپ کو خواجہ حافظ کے کلام سے لفظی ربط ہے ہم کو آج یہ شرف حاصل ہو گیا کہ فارسی اساتذہ میں سے آج اُس شاعر کے دیوان کا الحاق.

---

[1] مولوی صاحب موصوف نسباً صدیقی شیخ ہیں آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اکتیسویں پشت میں ہیں آپکا خاندان بدایوں میں شیخ فرشوری کے نام سے مشہور ہے اس خاندان کے جد اعلیٰ فرشور سے جو مصر کے قریب ایک مقام تھا سادات ذریعہ کے ہمراہ سلطان شمس الدین کے عہد ۶۱۱ھ میں دہلی آئے اور وہاں سے بلگرام پہونچے اور ۷۰۹ھ میں جبکہ سلطان سید علاء الدین بادشاہ دہلی بدایوں میں تھے اُن کے مورث شیخ کمال الدین فرشوری بلگرام سے بدایوں آئے مولوی صاحب موصوف مولوی عزیز الدین صاحب کے جو منصفی کے عہدہ پر ممتاز رہے ہیں اور جن کو فن شعر میں مرزا غالب دہلوی سے تلمذ حاصل تھا فرزند اکبر ہیں ۱۸۵۴ء میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے مختلف اساتذہ سے فارسی عربی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد بریلی کالج اور میور سنٹرل کالج الہ آباد میں بی اے تک انگریزی کی تعلیم پائی تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۸۷۸ء میں جب علیگڑھ میں مدرسۃ العلوم کا اجرا ہوا آپ اُس کے سب سے پہلے ماسٹر مقرر ہوئے اُسی زمانہ میں جب سر سید مرحوم وائسرائے کی کونسل کے رکن منتخب ہوئے تو اُن کے ساتھ بطور اُن کے پرائیویٹ سکریٹری کے کام کرتے رہے تقریباً چار سال تک آپ نے اس خدمت کو انجام دیا ۱۸۸۳ء سے آخر اپریل ۱۸۸۴ء تک ہائی کورٹ الہ آباد میں بعہدہ گورنمنٹ ٹرانسلیٹر سرکاری مترجم کے کام کیا اُس کے بعد مئی ۱۸۸۴ء میں حیدرآباد جا کر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی ملازمت میں منسلک ہوئے اور سب سے پہلے دارالعلوم کے اسٹاف میں شامل ہو کر صیغۂ [illegible] میں ماتحت سے چیف جج کے عہدہ تک ترقی پائی اور ۱۹۱۰ء میں پنشن حاصل کیا۔ اب وطن میں خانہ نشین ہیں ۱۹۱۵ء

خود شاعر یقین کرتا ہے جس کو فارسی نظم میں غزل کا بادشاہ مانا گیا ہے اور جس کا کلام سوز و گداز اور درد سے بھرا ہوا ہے۔ حافظ ہی کے کلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ پانسو برس سے زیادہ مدت گزر جانے کے بعد آج بھی ان کے اشعار میں ایک خاص لطف پایا جاتا ہے مردہ طبیعتوں میں ان کے پڑھنے سے ایک جوش پیدا ہوتا ہے حافظ کے یہاں ایسے شعر بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں جو انسان کو اعلیٰ درجہ کا اخلاق سکھاتے ہیں استاد کا کام دیتے ہیں سلاست اور روانی کو حافظ کے تخیل کا زیور سمجھنا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ حافظ کے بہت سے اشعار یا مصرعے ضرب الامثال کے درجہ پر پہونچ گئے ہیں اور نہ وہ صرف فارسی ادب میں مستعمل ہیں بلکہ اردو ادب کے مضمون نگار یا مصنف بھی اس سے مستغنی نہیں مثلاً

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ۔۔۔ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲) جب بدایوں میں مشن اسلامیہ ہائی اسکول قائم ہوا تو تین سال کے لیے آپ اسکے پہلے معتمد اعزازی منتخب ہوئے۔ اعجاز القرآن جس میں کلام مجید کے فلسفیانہ نکات بیان کیے گئے ہیں آپ کی تصنیف ہے اس مفید رسالہ کا انگریزی ترجمہ بھی آپ نے کیا تھا جو چھپ چکا ایک غیر مسلم نے جو اس ترجمے میں فارسی کے ان تمام اشعار کا جو اصل کتاب میں جا بجا آئے ہیں انگریزی نظم میں ترجمہ کیا ہے حال ہی میں آپ کی ایک دوسری کتاب "تنقید لسان الغیب" شائع ہوئی ہے فارسی زبان اور شعر و سخن کا آپ کو مذاق ہے شاعر نہیں ہیں لیکن طبیعت موزوں پائی ہے۔ فن عروض میں کمال حاصل ہے۔

۱؎ حافظ کا سال وفات (۷۹۱ھ) خاک مصلے سے نکلتا ہے ۱۲

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا	
ع جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را	
ع ایں کہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب	
ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست	در حضرت کریم تمنا چہ حاجت است
ع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست	
مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن	کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس	در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید
ع عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو	
کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست	ایں قدر ہست کہ بانگ جرس می آید
ع دیو بگریزد از آں قوم کہ قرآں خوانند	
آسماں بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند
ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد	
دست از طلب ندارم تا کام من برآید	یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید
رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند
من از بیگانگاں ہرگز ننالم	کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد
نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو	کہ مستحق کرامت گناہگارانند

ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند	چوں بہ خلوت میروند آں کارِ دیگر میکنند

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر	ہر آنچہ ناصحِ مشفق بگویدت بپذیر
ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم	از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس
رموزِ مصلحتِ ملک خسرواں دانند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش
یا مکن با پیلباناں دوستی	یا بنا کن خانۂ در خوردِ پیل
در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	آنچہ استادِ ازل گفت ہماں میگویم
ما زیاراں چشمِ یاری داشتیم	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
ایں چہ شوریست کہ در دورِ قمر می بینیم	ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینیم
اسپِ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالاں	طوقِ زریں ہمہ در گردنِ خر می بینیم

ع مطربِ خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو

فکرِ خود و رائے خود در عالمِ رندی نیست	کفرست دریں مذہب خود بینی و خود رائی
برو ایں دام بر مرغِ دگر نہ	کہ عنقا را بلند است آشیانہ
در رہِ منزلِ لیلی کہ خطرہاست بجاں	شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی
ایں خرقہ کہ من دارم در رہنِ شراب اولے	ویں دفترِ بے معنی غرقِ مئے ناب اولے
تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف	مگر اسبابِ بزرگی ہمہ آمادہ کنی

دیوانِ حافظؒ کے اس انتخاب سے جس کو آیندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائینگے مولوی ابوالحسن صاحب موصوف کے مذاق سلیم کا پتہ چلتا ہے۔ اُنھوں نے ۵۴ سال تک حافظؒ کے کلام کا مسلسل مطالعہ کیا ہے جس سے اُن کو کلام حافظؒ سے ایک خاص مناسبت پیدا ہوگئی ہے اور اس کثرت مطالعہ کے باعث وہ سچ مچ دیوانِ حافظؒ کے حافظ ہوگئے ہیں۔ بلا مبالغہ اُن کو سارا دیوان قریب قریب ازبر ہے۔ صاحبان بصیرت و ذوق اس انتخاب کو پڑھکر جس کو بجا طور پر عطرِ دیوانِ حافظؒ کہا گیا ہے ایک خاص لطف حاصل کریں گے شاید کہا جائیگا کہ یہ انتخاب محشّی کیوں نہ شائع کیا گیا۔ لیکن۔ لسان الغیب[له] کے ہوتے ہوئے جس کی کمی کو قابل مولف کی تنقید کا لسان الغیب نے جو حال ہی میں چھپکر شائع ہوئی ہے پورا کر دیا ہے اس خلاصہ کے ساتھ نوٹ دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس انتخاب کی طباعت میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے خود صدیقی صاحب مولف انتخاب ہذا نے اُس کو اپنے اُس نسخے سے جس کو اُنھوں نے ۵۴ سال گزشتہ کی محنت سے مختلف نسخوں کو مہیا کرکے صحیح کیا ہی نقل کرکے کاتب مطبع ہذا کو لکھنے کو دیا اسکے بعد کاتب کی غلطیوں کو اُنھوں نے اپنی نگرانی میں درست کرایا سب سے آخر میں پروفوں کی تصحیح کرنے کی تکلیف اُٹھائی غرض کہ یہ انتخاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک خاص چیز ہے۔ اس

له یہ دیوان حافظؒ کی بہترین شرح ہے جو اردو زبان میں مولوی ولی اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وارث آباد نے لکھی ہے

نسخے میں قریب قریب وہ تمام اشعار جن کی صورت اور دیگر نسخوں میں کاتبوں کے دست بیداد سے مسخ ہوگئی ہے صحت کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ صحت کے اہتمام کے علاوہ ایسے وقت میں جبکہ سامان طباعت کے متعلق قریب قریب ہر چیز گراں ہو رہی ہے حتی الامکان اس کتاب کی ظاہری خوشنمائی کی طرف سے بھی لاپروائی نہیں برتی گئی ہے۔ کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قسم کا استعمال ہوا ہے۔ لکھائی بھی دیدہ زیب ہے۔ چھپائی میں اگر خوشرنگ جدولوں نے اس کے حسن کو نہیں بڑھایا ہے تو سادگی اور یکسانیت نے دلفریبی کی شان ضرور پیدا کر دی ہے۔ جس سے وہ ملک کے جدید تعلیم یافتہ جماعت کے جس کو علوم جدیدہ کے ساتھ مشرقی مذاق کی کتابوں کو بھی اپنے کتاب خانوں میں رکھنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے۔ پسند کے قابل بن گیا ہے میں نے تفاؤل کے طور پر "عطر دیوان حافظ" کی قبولیت کے متعلق خود حافظ سے پوچھا جواب میں عنوان کا شعر ہاتھ آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس انتخاب کی قبولیت عامہ کے لیے یہ فال نیک ہے اس کو ملک سے ضرور قبول عام کی سند ملیگی اور قابل مولف کی سعی مشکور ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز

خاکسار

نظامی بدایونی

نظامی پریس بدایوں

۱۵ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

قطعہ تاریخ از مولف

چو از ہمت و لطف فیضان حافظ ... جواہر برآوردم از کان حافظ
کشیدم فرح بخش و مطبوع عطرے ... ز گلہائے خوشبوے بستان حافظ
شدم در سر فکر تاریخ ہجری ... خرد گفت ، گو عطر دیوان حافظ
۱۳۳۹ھ

مصرعہ تاریخ سال عیسوی

عطر دیوان اشرف حافظ
۱۹۲۰

تمہید

من ز حافظ مغز را برداشتم
پوست بہر دیگراں بگذاشتم

خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا کلام موعظت التیام عملی دنیا میں پانسو برس سے سرور بخش روح اہل مذاق رہا ہے۔ مجالس وجد و سماع و محافل رقص و سرود کی جان اور عارفان خدا اور صوفیان باصفا کا دین و ایمان رہا ہے انکے کلام کو پڑھکر ہر شخص جو ذوق سلیم رکھتا ہے بیساختہ کہہ اٹھتا ہے

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ   بقرآنے کہ اندر سینہ داری

چونکہ فطرت انسانی کے ہر شعبہ اور ہر پہلو پر یہ کلام حاوی ہے اس وجہ سے معتقدان حافظ اس سے تفاؤل کرتے اور اپنی مرادوں کے موافق پاتے ہیں۔ یہ خصوصیت کسی دوسرے کلام انسانی میں اس درجہ تک نہیں ہے اگر فالوں کی جو کتب تواریخ میں درج ہیں اور جن کی روایتیں سینہ بسینہ ہم تک پہونچی ہیں تفصیل بیان کی جائے تو ایک بسیط دفتر درکار ہوگا۔ انکا دیوان تصوف و معرفت، حکمت و موعظت، پند و نصیحت، رندی و مستی، شوخی و ظرافت، رمز و کنایہ، تغزل و معاملہ بندی و ضرب الامثال کا ایک بیش بہا

مجموعہ کی اکثر غزلوں میں تسلسل معنوی کی جھلک نظر آتی ہے کہیں کسی اہم مطلب کے ذہن نشین کرنے کے واسطے تمثیل عارفانہ کی ایسی ادا پائی جاتی ہے جس کی نظیر کسی دوسرے کلام میں نہیں مل سکتی۔ اس انتخاب میں ان ہی خصوصیات و اوصاف کے نمونے موجود ہیں ان ہی خوبیوں کی وجہ سے جناب خواجہ صاحب جملہ غزلگو شعرا کے استاد تسلیم کیے گئے ہیں۔ انھوں نے خود بھی ایک جگہ فرمایا ہے

خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ　　چرا بہ تیغ زبان عرصۂ جہان گیرد

جناب خواجہ صاحب کی زندگی ہی میں اُن کا کلام ایران کے عرض و طول میں شائع ہو گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ　　بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

فگند زمزمۂ عشق در حجاز و عراق　　نوای بانگ غزلہای حافظ شیراز

نہ صرف ایران ہی بلکہ ترکستان اور ہندوستان میں اونکا کلام پہنچ گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں:-

ز شعر حافظ شیراز میگویند و میرقصند　　سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

ہندوستان میں انھوں نے دو غزلیں اپنی زندگی میں بھیجی تھیں ایک تو سلطان غیاث الدین شاہ بنگالہ کے پاس جسکا مطلع یہ ہے:-

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود　　وین بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود

دوسری غزل سلطان محمود بہمنی شاہ دکن کے پاس جسکا مطلع یہ ہے:-

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد   بمے بفروش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد

غرضکہ ہمارا ملک حافظ مرحوم کے کلام معجز نظام سے عرصہ دراز سے روشناس ہے راقم الحروف بھی ۵ سال سے اس دیوان کا مطالعہ کر رہا ہے جس کا ایک حصہ مقدمہ بر زبان ہو گیا ہے جناب خواجہ صاحب کے کلام کے ساتھ یہ میرا شغف و انہماک جناب سید علیہ الرحمہ اور جناب شیخ محمد صاحب مرحوم کی فیضان صحبت کا نتیجہ ہے ان دونوں بزرگوں کو اس کلام سے بدرجہ غایت دلچسپی تھی۔

القصہ مجھے خیال ہوا کہ اگر دیوان حافظ کا ایسا انتخاب کیا جائے جس میں اعلیٰ درجہ کے سب اشعار مجتمع ہو جائیں تو وہ اصحاب جو فارسی نظم کا مذاق اور بالخصوص کلام حافظ سے دلچسپی رکھتے ہیں اسکو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور شیدایان حافظ اس کو آسانی سے ورد زبان کر سکیں گے جناب خواجہ صاحب کا کل کلام مرصع ہے کیونکہ ایک مشہور روایت ہے کہ ایران کے ایک بادشاہ نے دیوان حافظ کا خلاصہ کرانا چاہا اور چار عالموں کو اس کام پر متعین کیا کہ اپنی اپنی رائے سے علیحدہ علیحدہ خلاصے مرتب کریں جب چاروں خلاصے تیار ہو گئے اور ان کو ملا کر دیکھا تو کل دیوان حافظ اس میں آگیا تھا اس لیے اس کوشش سے یاد رہے میں نے اپنے مذاق رہے اور مذاق کے موافق یہ خلاصہ مرتب کیا ہے ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسرے صاحب ایسا انتخاب شائع کریں جس میں بقیہ حصہ دیوان کا آجائے پہلے میں نے وسیع پیمانہ پر انتخاب کیا تھا لیکن حجم زیادہ ہونے کی وجہ سے اس انتخاب کا لب لباب موجودہ شکل میں قائم کیا گویا یہ شراب دو آتشہ ہے جو ہدیہ ناظرین ہے اور جس پر اس شعر کا مضمون صادق آتا ہے جو اس تمہید کے زیب عنوان ہے اسی وجہ سے اس کا تاریخی نام عطر دیوان حافظ

رکھا گیا ہے کیونکہ فی الواقع وہ دیوان کا عطر اور جوہر ہے اس انتخاب میں (۱۵۴۳) اشعار ہیں گویا کل
دیوان کی ایک تہائی کے قریب۔ اس انتخاب کے ساتھ سب سے زیادہ محنت اسکی تصحیح میں کرنا
پڑی۔ اس ملک کے قلمی یا مطبوعہ نسخوں میں کوئی نسخہ صحیح نہیں پایا۔ اس لیے جس لفظ کے
متعدد نسخے تھے ان میں بہترین نسخہ میں نے منتخب کر لیا اسی کا نام حسن انتخاب ہے۔ یہ بھی
مجکو ظاہر کر دینا چاہیے کہ بعض الفاظ سب نسخوں میں یکساں ہیں اور بے معنی تھے جنکی توقع حافظ
جیسے استاد سے نہیں ہو سکتی تھی اور جیسے دفعتہً میں ایک خیال بجلی کی طرح دوڑ گیا کہ مصنف
کتاب نے فلاں لفظ استعمال کیا ہوگا جو کاتبوں کی مہربانی سے مسخ ہو گیا اس لیے ایسے مقامات پر
مجکو اپنے اجتہاد یا ذوقی رائے سے کام لینا پڑا۔ اس اجمال کی تفصیل میں اپنے رسالہ
تنقید مآثر حافظ بر جامی تو میں انشاء اللہ تعالیٰ بدایوں سے چھپکر نکلا ہے بیان کرچکا
ہوں رسالہ میں حافظ کے بعض اشعار کی شرح بھی بیان ہوئی ہے غرض کہ اس
انتخاب میں اشعار کی صحت کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حافظ کا دیوان ایک
خوشنما گلدستہ ہے اور اس میں وہ خوشبو اور رنگینیاں موجود ہیں جنکا
کسی ایک شعر سے کم یا زیادہ ہونا مشکل ہے

ز دلبری نتوان لاف زد بہ آسانی   ہزار نکتہ درین کار ہست تا دانی

خاکسار

محمد ابوالحسن صدیقی بدایونی

پنشنر و سابق چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها	که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها
بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید	که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها
مرا در منزل جانان چه امن عیش چون هر دم	جرس فریاد میدارد که بربندید محملها
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل	کجا دانند حال ما سبکباران ساحلها
همه کارم ز خودکامی به بدنامی کشید آخر	نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها
بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد مگر	زانکه زد بر دیده آبی روی رخشان شما
دل میرود ز دستم صاحب دلان خدا را	دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

در کوی نیک نامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی‌پسندی تغییر کن قضا را
آن تلخوش که صوفی ام الخبائثش خواند — اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا
هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ می آلود
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

ساقی بنور باده برافروز جام ما — مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما
ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم — ای بیخبر ز لذت شرب مدام ما
هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق — ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما
ترسم که صرفه نبرد روز بازخواست — نان حلال شیخ ز آب حرام ما

صلاح کار کجا و من خراب کجا — ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا
چه نسبت است برندی صلاح و تقوی را — سماع وعظ کجا نغمهٔ رباب کجا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را — بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را
بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلی را
فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شهرآشوب — چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است — بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را

من از آن حسن روزافزون که یوسف داشت دانستم
که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را

حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو
که کس نگشود و نگشاید به حکمت این معما را

نصیحت گوش کن جانا که از جان دوست‌تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی
جواب تلخ می‌زیبد لب لعل شکرخا را

دوش از مسجد سوی میخانه آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

ما مریدان روی سوی کعبه چون آریم چون
روی سوی خانهٔ خمار دارد پیر ما

صوفی بیا که آینه صاف است جام را
تا بنگری صفای می لعل فام را

راز درون پرده ز رندان مست پرس
کاین حال نیست صوفی عالی مقام را

ما را بر آستان تو بس حق خدمت است
ای خواجه باز بین به ترحم غلام را

حافظ مرید جام جم است ای صبا برو
وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

رونق عهد شباب است دگر بستان را
می‌رسد مژدهٔ گل بلبل خوش الحان را

ترسم آن قوم که بر دردکشان می‌خندند
در سر کار خرابات کنند ایمان را

گر چنین جلوه کند مغبچهٔ باده فروش
خاکروب در میخانه کنم مژگان را

نشوی واقفِ یک نکته ز اسرارِ وجود	گر تو سرگشته شوی دایرهٔ امکان را
هر کرا خوابگه آخر به دو مشتی خاک است	گو چه حاجت که بر افلاک کشی ایوان را
ماه کنعانیِ من مسندِ مصر آنِ تو شد	وقت آنست که بدرود کنی زندان را
ملکِ آزادگی و کنجِ قناعت گنجے است	که بشمشیر میسر نشود سلطان را
حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے	دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را
بلازمانِ سلطان که رساند این دعا را	که بشکرِ پادشاهی ز نظر مراں گدا را
همه شب درین امیدم که نسیمِ صبحگاهی	به پیامِ آشنائے بنوازد آشنا را
صبا بلطف بگو آن غزالِ رعنا را	که سر بکوه بیاباں تو دادهٔ ما را
غرورِ حسن اجازت مگر نداد اے گل	که پرسشے نکنی عندلیبِ شیدا را
بحسنِ خُلق تواں کرد صیدِ اہلِ نظر	بدام و دانه نگیرند مرغِ دانا را
چو با حبیب نشینی و باده پیمائی	بیاد آر حریفانِ باد پیما را
جز این قدر نتواں گفت در جمالِ تو عیب	که خالِ مهر و وفا نیست روئے زیبا را
گرچه بدنامی است نزدِ عاقلاں	ما نمی خواهیم ننگ و نام را

زود باشد کہ بہ سلامت یارم — اے خوش آں روز کہ آید بسلامت برما

آنچہ جانِ عاشقاں از دستِ ہجرت میکشد — کس ندیدہ در جہاں جز کشتگانِ کربلا

ب

شاہاں مستور و مستاں بے شکیب — خانقاہ معمور و درویشاں خراب
سوزِ مستاں گر بیداند محتسب — در دمِ از مے شاں زند بر آتش آب

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب — کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب
بدآں عزمم اگر خود می رود سر — کہ سر خویش از طبق بر دارم امشب

خلوتِ خاص است جائے آں زہ نگاہ دشمن — ایں کہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بخواب

تاکشید آں مشتری درہائے حافظ را بگوش
می رسد ہر دم بگوش زہرہ کلبانگ رباب

گماں مبر کہ بدورِ تو عاشقاں مستند — خبر نہ داری ز احوالِ زاہدانِ خراب

ت

بیا کہ قصر امل سخت سست بنیادست — بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر بادست
نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر — کہ ایں حدیث ز پیر طریقتم یادست

ق

مجو درستی عہد از جہان سست نہاد — کہ ایں عجوزہ عروس ہزار دامادست
غم جہاں مخور و پند من مبر از یاد — کہ ایں لطیفہ نغزم ز رہروے یادست

ق

رضا بدادہ بدہ وز جبیں گرہ بکشاے — کہ بر من و تو در اختیار نکشادست
نشان مہر و وفا نیست در تبسم گل — بنال بلبل مسکیں کہ جائے فریادست

حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خدادادست

برو بکار خود اے واعظ ایں چہ فریادست — مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتادست
میان او کہ خدا آفریدہ است از ہیچ — دقیقہ ایست کہ ہیچ آفریدہ نکشادست
گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است — اسیر بند تو از ہر دو عالم آزادست
دلا منال ز بیداد و جور یار کہ یار — ترا نصیب ہمیں کردہ است و ایں دادست

برو فسانہ مخوان و فسون مدم حافظ
کزیں فسانہ و افسون مرا بسے یاد است

بادہ نوشی کہ درو ہیچ ریائے نبود	بہتر از زہد فروشی کہ درو روی و ریاست
فرض ایزد بگذاریم و بکس بد نکنیم	و آنچہ گویند روا نیست نگوئیم رواست
چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست	سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست
خمار عشق تو دوشب در اندرون خم بود	کجاست وقت عبادت چہ وقت حاجت دعاست
آنکہ زمی شود از پرتو آں قلب سیاہ	کیمیائے ہست کہ در صحبت درویشان است
مطلب طاعت و پیمان درست از من مست	کہ بہ پیمانہ کشی شہرہ شدم روز الست
من ہماندم کہ وضو ساختم از چشمہ عشق	چار تکبیر زدم یکسرہ بر ہر چہ کہ ہست

حافظ از دولت عشق تو سلیمانی یافت
یعنی از وصل تواش نیست بجز باد بدست

دل سراپردہ محبت اوست	دیدہ آئینہ دار طلعت اوست
من کہ سر در نیاورم بدو کون	گردنم زیر بار منت اوست

تو و طوبی و ما و قامت یار	فکر هر کس بقدر همت اوست
دور مجنون گذشت و نوبت ماست	هر کسی پنج روزه نوبت اوست
من و دل گر فدا شویم چه باک	غرض اندر میان سلامت اوست
گر من آلوده دامنم چه عجب	همه عالم گواه عصمت اوست
باکه این نکته توان گفت کان سنگین دل	کشت ما را و دم عیسی مریم با اوست
من نخواهم کرد ترک لعل یار و جام می	زاهدان معذور داریدم که اینم مذهب است
خرقهٔ زهد مرا آب خرابات ببرد	خرمن عقل مرا آتش خمخانه بسوخت
زاهد ظاهر پرست از حال ما آگاه نیست	در حق ما هر چه گوید جای هیچ اکراه نیست
چیست این سقف بلند ساده و بسیار نقش	زین معما هیچ دانا در جهان آگاه نیست
هر که خواهد گو بیا و هر که خواهد گو برو	گیر و دار و حاجب و دربان درین درگاه نیست
هر چه هست از قامت ناساز ناموزون ماست	ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست
بر در میخانه رفتن کار یکرنگان بود	خودفروشان را بکوی میفروشان راه نیست
بندهٔ پیر خراباتم که لطفش دائم است	ورنه لطف شیخ و زاهد گاه هست و گاه نیست

شکر خدا که از مدد بخت کارساز / بر حسب مدعاست همه کار و بار دوست

دشمن بقصد حافظ اگر دم زند چه باک
منت خدای را که نیم شرمسار دوست

زلفت هزار دل بیکی تار مو ببست / راه هزار چاره گر از چار سو ببست

حافظ هر آنکه عشق نورزید و وصل خواست
احرام طوف کعبهٔ دل بی وضو ببست

دی گفت طبیب از سر حسرت چو مرا دید / هیهات که درد تو ز قانون شفا رفت

ای دوست به پرسیدن حافظ قدمی نه
زان پیش که گویند که از دار فنا رفت

منم که گوشهٔ میخانه خانقاه منست / دعای پیر مغان ورد صبحگاه منست
زبادشاه و گدا فارغم بحمد الله / گدای خاک در دوست پادشاه منست
مرا گدای تو بودن ز سلطنت خوشتر / که ذل جور و جفای تو عز و جاه منست
مگر به تیغ اجل خیمه برکنم ور نه / رمیدن از در دولت نه رسم و راه منست
ازاں زماں که برآں آستان نهادم روی / فراز مسند خورشید تکیه گاه منست

گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گو گناه منست

لعل سیراب بخون تشنه لب یار منست
از پے دیدن او دادن جان کار منست
شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود
نرگس او که طبیب دل بیمار منست

دولت فقر خدایا بمن ارزانی دار
کاین کرامت سبب حشمت و تمکین منست
واعظ شحنه شناس این عظمت گو مفروش
زانکه منزلگه سلطان دل مسکین منست

هر ناله و فریاد که کردم نشنیدی
پیداست نگارا که بلندست جنابت

باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبرست
شمشاد سایه پرور من از که کمترست
اے نازنین پسر تو چه مذهب گرفته
کت خون ما حلال تر از شیر مادرست
چون نقش غم ز دور ببینی شراب خواه
تشخیص کرده ایم و مداوا مقررست
یک قصه بیش نیست غم عشق وین عجب
از هر کسے که می شنوم نا مکررست
از آستان پیر مغان سر چرا کشم
دولت درین سرا و گشایش درین درست

شگفته شد گل حمرا و گشت بلبل مست   صلای سرخوشی ای عاشقان باده‌پرست
اساس توبه که در محکمی چو سنگ نمود   ببین که جام زجاجی چگونه‌اش بشکست
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل   رواق طاق معیشت چه سربلند و چه پست
مقام عیش میسر نمی‌شود بی رنج   بلی بقول بلا دلی بسته اند عهد الست
بهست و نیست مرنجان ضمیر و دل خوش دار   که نیستی است سرانجام هر کمال که هست

بروی زاهد و بر دردکشان خورده مگیر   که ندادند جزین تحفه بما روز الست
آنچه او ریخت به پیمانهٔ ما نوشیدیم   اگر از خمر بهشت است و از بادهٔ مست
خندهٔ جام می و زلف گره‌گیر نگار   ای بسا توبه که چون توبهٔ حافظ بشکست

ز دست جور تو گفتم ز شهر خواهم رفت   بخنده گفت برو حافظا که پای تو بست

ساقی بیا که هاتف غیبم بمژده گفت   با درد صبر کن که دوا می‌فرستمت

ای غائب از نظر بخدا می‌سپارمت   جانم بسوختی و بدل دوست دارمت
حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست   فی الجمله می‌کنی و فرو می‌گذارمت

ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق   حوالتم بخرابات کرد روز نخست

خلوت گزیده را بتماشا چه حاجت است
چون کوئے دوست هست بصحرا چه حاجت است

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست
در حضرت کریم تمنا چه حاجت است

اے مدعی برو که مرا با تو کار نیست
احباب حاضر اند به اعدا چه حاجت است

محتاج جنگ نیست اگر قصد خون ماست
چون رخت از آن تست بیغما چه حاجت است

خوشتر ز عیش و صحبت و باغ و بهار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

معنی آب زندگی و روضه ارم
جز صحن بوستان و مے خوشگوار چیست

هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست که انجام کار چیست

پیوند عمر بسته بموئیست هوش دار
غمخوار خویش باش و غم روزگار چیست

راز درون پرده ز رندان مست پرس
اے مدعی نزاع تو با پرده دار چیست

مستور و مست هر دو چو از یک قبیله اند
ما دل بعشوه که دهیم اختیار چیست

سهو و خطائے بنده چو گیرند اعتبار
معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست
تا در میانه خواسته کردگار چیست

اے که انگشت نمائی بکرم در همه شهر
وه که در کار غریبان عجبت اهمالیست

مژده دادند که بر ما گذرے خواهی کرد
نیت خیر مگردان که مبارک فالیست

شمعِ دلِ دمسازانم بنشست چو او برخاست	افغان ز نظربازان برخاست چو او بنشست
گل در بر و می در کف و معشوق بکام است از ننگ چه گوئی که مرا نام ز ننگ است با محتسبم عیب مگوئید که او نیز	سلطانِ جهانم بچنین روز غلام است وز نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام است پیوسته چو ما در طلبِ عیشِ مدام است
اگر بلطف بخوانی مزید الطافست بیانِ وصفِ تو گفتن نه حدِ امکانست	وگر بقهر برانی درونِ ما صافست چرا که وصفِ تو بیرون ز حدِ اوصافست
حافظ چه شد ار عاشق و رندست و نظرباز	بس طورِ عجب لازمِ ایامِ شباب است
کنون که در کفِ گل جامِ بادهٔ صافست فقیهِ مدرسه دی مست بود و فتوی داد بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش	بصد هزار زبان بلبلش در اوصافست که مے حرام ولے بہ ز مالِ اوقافست که هرچه ساقیِ ما ریخت عینِ الطاف است
اگرچه باده فرح بخش و باد گل بیز است صراحی و حریفے گرت بدست افتد	ببانگِ چنگ مخور مے که محتسب تیز است بعقل کوش که ایام فتنه انگیز است

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ	بیا که نوبت بغداد و وقت تبریز است
بنال بلبل اگر با منت سر یاریست	که ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست
جمال شخص نه چشم است و زلف و عارض و خال	هزار نکته درین کار و بار دلداریست

ق

لطیفه ایست نهانی که عشق از و خیزد	که نام آن نه لب لعل و خط زنگاریست
روندگان طریقت به نیم جو نخرند	قبای اطلس آنکس که از هنر عاریست
دلش بناله میازار و ختم کن حافظ	که رستگاری جاوید در کم آزاریست

اگرچه عرض هنر پیش یار بی ادبی است	زبان خموش ولیکن دهان پر از عربی است
پری نهفته رخ و دیو در کرشمه و ناز	بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبی است
سبب مپرس که چرخ از چه سفله پرور شد	که کام بخشی او را بهانه بی سببی است
ازین چمن گل بیخار کس نچید آری	چراغ مصطفوی با شرار بولهبی است
حسن ز بصره بلال از حبش صهیب از روم	ز خاک مکه ابوجهل این چه بوالعجبی است
جمال دختر رز نور چشم ماست مگر	که در نقاب زجاجی و پرده عنبی است
دوای درد خود اکنون از آن مفرح جو	که در صراحی چینی و شیشهٔ حلبی است
هزار عقل و ادب داشتم من ای خواجه	کنون که مست و خرابم صلاح بی ادبی است

عیب رندان مکن ای زاهد پاکیزه سرشت
که گناه دگری بر تو نخواهند نوشت

من اگر نیکم اگر بد تو برو خود را باش
هر کسی آن درود عاقبت کار که کشت

همه کس طالب یارند چه هشیار و چه مست
همه جا خانهٔ عشق است چه مسجد چه کنشت

ناامیدم مکن از سابقهٔ روز ازل
تو چه دانی که پس پرده که خوب است که زشت

نه من از خانهٔ تقوی بدر افتادم و بس
پدرم نیز بهشت ابد از دست بهشت

بر عمل تکیه مکن خواجه که در روز ازل
تو چه دانی قلم صنع بنامت چه نوشت

گر نهادت همه اینست زهی پاک نهاد
در سرشت همه اینست زهی پاک سرشت

باغ فردوس لطیف است ولیکن زنهار
تو غنیمت شمر این سایهٔ بید و لب کشت

جز آستان توام در جهان پناهی نیست
سر مرا بجز این در حواله گاهی نیست

مباش در پی آزار و هر چه خواهی کن
که در شریعت ما غیر ازین گناهی نیست

طمع خام بین که قصهٔ فاش
از رقیبان نهفتنم هوس است

حسنت باتفاق ملاحت جهان گرفت
آری باتفاق جهان می توان گرفت

آسوده بر کنار چو پرگار می شدم
دوران چو نقطه عاقبتم در میان گرفت

خیال روی تو در هر طریق همره ماست — نسیم موی تو پیوند جان آگه ماست

برغم مدعیانی که منع عشق کنند — جمال چهره تو حجت موجه ماست

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است — صراحی می ناب و سفینه غزل است

نه من ز بی عملی در جهان ملولم و بس — ملالت علما هم ز علم بی عمل است

ز قسمت ازلی چهره سیه بختان — بشست و شوی نگردد سفید و این مثل است

دل و دینم شد و دلبر بملامت برخاست — گفت با ما منشین کز تو سلامت برخاست

کر شنیدی که درین بزم دمی خوش بنشست — که نه در آخر صحبت بندامت برخاست

مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت — بتماشای تو آشوب قیامت برخاست

پیش رفتار تو پا بر نکشید از خجلت — سرو سرکش که بناز قد و قامت برخاست

حافظ این خرقه بینداز مگر جان ببری
کاتش از خرمن سالوس و کرامت برخاست

روی تو کس ندید و هزارت رقیب هست — در غنچه هنوز و صدت عندلیب هست

هرچند دورم از تو که دور از تو کس مباد — لیکن امید وصل توام عنقریب هست

در عشق خانقاه و خرابات شرط نیست — هر جا که هست پرتو روی حبیب هست

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد		اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست
چشم بد دور کزیں تفرقہ خوش باز آورد		طالع نامور و دولت مادرزادت
ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت مستم کن آنچناں کہ ندانم ز بیخودی زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ زاہد تو وان و خلوت و تنہائی و نماز نقد دلے کہ بود مرا صرف بادہ شد		در دہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت رند از رہ نیاز بہ دارالسلام رفت عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت قلب سیاہ بود ازاں در حرام رفت
صبحدم مرغ چمن با گل نوخاستہ گفت گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے تا ابد بوئے محبت بمشامش نرسد	ق	ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت ہیچ عاشق سخن تلخ بہ معشوق نگفت ہر کہ خاک در مے خانہ برخسار نرفت

گر ز دست زلف مشکینت خطائے رفت رفت
ور ز ہندوئے شما بر ما جفائے رفت رفت
برق عشق ار خرمن پشمینہ پوشی سوخت سوخت
جور شاہ کامراں گر بر گدائے رفت رفت

عیب حافظ گو مکن زاهد که رفت از خانقاه
پای آزادان چه بندی گر بجایی رفت رفتا

بکوی میکده هر سالکی که ره دانست	دری دگر زدن اندیشهٔ تبه دانست
زمانه افسر رندی نداد جز بکسی	که سرفرازی عالم درین کله دانست
بر آستانهٔ میخانه هر که یافت رهی	ز فیض جام می اسرار خانقه دانست
ورای طاعت دیوانگان ز ما مطلب	که شیخ مذهب ما عاقلی گنه دانست
آنکه جز کعبه مقامش نبد از یاد لبت	بر در میکده دیدم که مقیم افتادست
حافظ گمشده را با غمت ای جان عزیز	اتحادیست که از عهد قدیم افتادست
مرو بخانهٔ ارباب بی مروت دهر	که گنج عافیت در سرای خویشتن است
آن مسئله کنون که ز افواه عوام اندیشم	محتسب نیز ازین عیش نهانی دانست
حاصل کارگه کون و مکان این همه نیست	باده پیش آر که اسباب جهان این همه نیست
منت سدره و طوبی ز پی سایه مکش	که چو خوش بنگری ای سرو روان این همه نیست

دولت آنست که بی خون دل آید بکنار
ورنه با سعی و عمل باغ جنان اینهمه نیست

بر لب بحر فنا منتظریم ای ساقی
فرصتی دان که ز لب تا بدهان اینهمه نیست

زاهد ایمن مشو از بازی غیرت زنهار
که ره صومعه تا دیر مغان اینهمه نیست

از تنگی مکن اندیشه و چون گل خوش باش
زانکه تمکین جهان گذران اینهمه نیست

نام حافظ رقم نیک پذیرفت ولی
پیش رندان رقم سود و زیان اینهمه نیست

آن دم که دل بعشق دهی خوش دمی بود
در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست

ما را بمنع عقل مترسان و می بیار
کان شحنه در ولایت ما هیچ کاره نیست

از چشم خود بپرس که ما را که می کشد
جانا گناه طالع و جرم ستاره نیست

فرصت شمر طریقهٔ رندی که این نشان
چون راه گنج بر همه کس آشکاره نیست

چه لطف بود که ناگاه رشحهٔ قلمت
حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت

روان تشنهٔ ما را بجرعهٔ دریاب
چو می دهند زلال خضر بجام جمت

دلم مقیم در تست حرمتش میدار
بشکر آنکه خدا داشته است محترمت

چگونه شاد شود اندرون غمگینم
باختیار که از اختیار بیرون است

ز بیخودی طلب یار می کند حافظ
چو مفلسی که طلبکار گنج قارون است

زاں یار دلنوازم شکریست با شکایت	گر نکتہ دانِ عشقی خوش بشنو این حکایت
بے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردیم	یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت
رندانِ تشنہ لب را آبے نمی دہد کس	گویا ولی شناساں رفتند ازیں ولایت
ہر چند بردی آبم رو از درت نتابم	جور از حبیب خوشتر کز مدعی رعایت
امروز کہ در دستِ توام مرحمتے کن	فردا کہ شوم خاک چہ سود اشکِ ندامت
حاشا کہ من از جور و جفائے تو بنالم	بیدادِ لطیفاں ہمہ لطف است و کرامت
شاد مادا روح آں رندے کہ بنہاد	بر سر کوئے مغاں پا بہ وفا ست
بر من جفا ز بخت بد آمد وگرنہ یار	حاشا کہ رسم جور و طریقِ ستم نداشت
برو اے زاہد و دعوت مکنم سوئے بہشت	کہ خدا در ازل از بہر بہشتم نسرشت
تو و تسبیح و مصلّے و رہ زہد و ورع	من و مے خانہ و ناقوس و رہ دیر و کنشت
منعم از مے مکن اے صوفیِ صافی کہ حکیم	در ازل طینت ما را بہ مے صاف سرشت
صوفیِ صاف بہشتی نبود زانکہ چو من	خرقہ در میکدہ ہا رہنِ مے ناب بہشت
حافظا لطفِ حق ار با تو عنایت دارد	باش فارغ ز غمِ دوزخ و شادیِ بہشت

هر که آمد بجهان نقش خرابی دارد	در خرابات بپرسید که هشیار کجاست
حافظ از باد خزان در چمن دهر مرنج	فکر معقول بفرما گل بیخار کجاست
خواب آن نرگس فتان تو بی چیزی نیست	تاب آن زلف پریشان تو بی چیزی نیست
از لبت شیر روان بود که من می گفتم	این شکر گرد نمکدان تو بی چیزی نیست
چشمهٔ آب حیاتست دهانت اما	زیر لب چاه زنخدان تو بی چیزی نیست
دوش باد از سر کویش بگلستان بگذشت	ای گل این چاک گریبان تو بی چیزی نیست
بیا و معرفت از من شنو که در سخنم	ز فیض روح قدس نکتهٔ سعادت رفت
	ق
ز رطل درد کشان کشف کرد سالک راه	رموز غیب که در عالم شهادت رفت
مجوز طالع مولود من بجز رندی	که این معامله با کوکب ولادت رفت
زیاده داد بطرز دگر برآمدهٔ	وظیفهٔ مے دوشیں نگر زیادت رفت
مگر بمعجزه کوشد طبیب عیسی دم	چرا که کار من خسته از عیادت رفت
بنفشه طرهٔ مفتول خود گره می زد	صبا حکایت زلف تو در میان انداخت
نبود رنگ دو عالم که نقش الفت بود	زمانه طرح محبت نه این زمان انداخت

من از ورع می و مطرب ندیدمی هرگز
هوای مغبچگانم در این و آن انداخت
جهان بکام دل اکنون شود که دور زمان
مرا به بندگی خواجهٔ زمان انداخت

روشن از پرتو رویت نظری نیست که نیست
منت خاک درت بر بصری نیست که نیست
من ازین طالع شوریده برنجم ورنه
بهره‌مند از سر کویت دگری نیست که نیست
مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز
ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست
بجز این نکته که حافظ ز تو ناخشنود است
در سراپای وجودت هنری نیست که نیست

تیمار غریبان سبب ذکر جمیل است
جانا مگر این قاعده در شهر شما نیست
گر پیر مغان مرشد ما شد چه تفاوت
در هیچ سری نیست که سری ز خدا نیست
در صومعهٔ زاهد و در خلوت عابد
جز گوشهٔ ابروی تو محراب دعا نیست

رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست
کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست
علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن
که آن مفرح یاقوت در خزانهٔ تست
بتن مقصرم از دولت ملازمتت
ولی خلاصهٔ جان خاک آستانهٔ تست
من آن نیم که دهم نقد دل بهر شوخی
در خزانه بمهر تو و نشانهٔ تست

بار غمی که خاطر ما خسته کرده بود
عیسی دمی خدا بفرستاد و برگرفت

فغاں کہ آں مہ نامہرباں و دشمن دوست غم کہن بہ مے سالخوردہ دفع کنید من و مقام رضا بعد ازین و شکر رقیب بیا و بادہ بخور زانکہ پیر میکدہ دوش	بہ ترک صحبت یاراں خود چہ آساں گفت کہ تخم خوشدلی اینست پیر دہقاں گفت کہ دل بدرد تو خو کرد و ترک درماں گفت بسے حدیث غفور و رحیم و رحمں گفت
صبر است مرا چارہ ز ہجران تو لیکن	چوں صبر تواں کرد کہ مقدور نماندہ است
خلقے زباں بدعوی عشقش کشادہ اند	اے من غلام آں کہ دلش با زباں یکیست
الحمد للہ کہ در میکدہ باز است	زاں رو کہ مرا بر در او روے نیاز است
رازے کہ بر خلق نگفتیم و نہفتیم	با دوست بگوئیم کہ او محرم راز است
چمن حکایت اردی بہشت می گوید مکن بنامہ سیاہی ملامت من مست گدا چرا نزند لاف سلطنت امروز قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ	نہ عاقل است کہ نسیہ خرید و نقد بہشت کہ آگہ است کہ تقدیر بر سرش چہ نوشت کہ خیمہ سایۂ ابر است و بزمگہ لب کشت کہ گرچہ غرق گناہ است میرود بہ بہشت

	ح	
اگر بمذهب تو خونِ عاشق است مباح بیا که خونِ دل خویشتن بحل کردم صلاح و توبه و تقوی ز ما مجو زاهد		صلاح ما همه آنست کان تراست صلاح اگر بمذهب تو خونِ عاشق است مباح ز رند و عاشق و مجنون کسی نجست صلاح
	د	
دامنے گر چاک شد در عالم رندی چه باک		جامهٔ در نیکنامی نیز می باید درید
اگر آن طائرِ قدسی ز درم باز آید آنکه تاجِ سرِ من خاکِ کفِ پائش بود		عمر بگذشته به پیرانه سرم باز آید از خدا می طلبم تا بسرم باز آید
از بهر کوے تو هر کو بملالت برود نگرے آخر عمر از مے و معشوق بگیر حکم مستوری و مستی همه بر خاتمه است		زود کارش و آخر بخجالت برود حیف اوقات که یکسر ببطالت برود کس ندانست که آخر بچه حالت برود
آنکس که بدست جام دارد		سلطانیِ جم مدام دارد

ما و مئے و زاہدان و تقوے
تا یار سر کدام دارد

جانِ بیمار مرا نیست ز تو روئے سوال
اے خوش آں خستہ کہ از دوست جوابے دارد

اگر نہ بادہ غم دل ز یادِ ما ببرد
نہیب حادثہ بنیاد ما ز جا ببرد

طبیب عشق منم بادہ خور کہ ایں معجون
فراغت آرد و اندیشۂ بلا ببرد

بسوخت حافظ و کس حال او بیار نگفت
مگر نسیم پیامے خدائے را ببرد

اگر روم ز پیش فتنہا بر انگیزد
ور از طلب بنشینم بکینہ برخیزد

دگر کنم طلب نیم بوسہ صد دشنام
ز حقۂ دہنش چوں شکر فرو ریزد

بر آستانۂ تسلیم سر بنہ حافظ
کہ گر ستیزہ کنی روزگار بستیزد

اے پستۂ تو خندہ زدہ بر دہانِ قند
مشتاقم از برائے خدا یک شکر بخند

گر طرہ می نمائی و گر طعنہ می زنی
ما نیستیم معتقدِ مرد خود پسند

حافظ تو ترک غمزۂ ترکاں نمی کنی
دانی کجاست جائے تو خوارزم یا خجند

بجائے طعنہ اگر تیغ می زند دشمن
ز دوست دست نداریم ہر چہ بادا باد

به آب روشن می عارفی طهارت کرد
علی الصباح که میخانه را زیارت کرد

بیا بمیکده و وضع قرب جاهم بین
اگرچه چشم بما واعظ از حقارت کرد

اگر امام جماعت بخواندش امروز
خبر دهید که حافظ بمی طهارت کرد

بیا که ترک فلک خوان روزه غارت کرد
هلال عید بدور قدح اشارت کرد

مقام اصلی ما گوشهٔ خرابات است
خداش خیر دهاد آنکه این عمارت کرد

امام شهر که سجاده می کشید بدوش
بخون دختر رز جامه را قصارت کرد

فغان که نرگس جماش شیخ شهر امروز
نظر بدردکشان از سر حقارت کرد

حدیث عشق ز حافظ شنو نه از واعظ
اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد

بخت از دهان یار نشانم نمی دهد
دولت خبر ز راز نهانم نمی دهد

چندان که بر کنار چو پرگار می روم
دوران چو نقطه ره بمیانم نمی دهد

مردم ز انتظار و درین پرده راه نیست
یا هست و پرده دار نشانم نمی دهد

بود آیا که در میکده ها بگشایند
گره از کار فروبستهٔ ما بگشایند

اگر از بهر دل زاهد خودبین بستند
دل قوی دار که از بهر خدا بگشایند

در میخانه ببستند خدایا مپسند
که در خانهٔ تزویر و ریا بگشایند

بصفای دل رندان صبوحی زدگان
بس در بسته بمفتاح دعا بگشایند

حافظ این خرقهٔ پشمینه ببینی فردا	که چه زنار ز زیرش بجفا بگشایند
بعد ازین دست من و دامن آن سرو بلند با زمستان دل ازان گیسوی مشکین حافظ	که به بالای چمان از بن و بیخم برکند زانکه دیوانه همان به که بماند در بند
خدا را داد من بستان ازو ای شحنهٔ مجلس بفتراک ار همی بندی خدا را زود صیدم کن ز سرو قد دلجویت مکن محروم چشمم را چه عذر بخت خود گویم که آن عیار شهرآشوب	که می با دیگران خورده است و با من سرگران دارد که آفتهاست در تأخیر و طالب را زیان دارد بدین سرچشمه‌اش بنشان که خوش آبی روان دارد بتلخی کشت حافظ را و شکر در دهان دارد
هزار نقد به بازار کائنات آرند چنان بزی که اگر خاک ره شوی کس را	یکی بسکهٔ صاحب عیار ما نرسد غبار خاطری از رهگذار ما نرسد
عزیز مصر برغم برادران غیور بیا که رایت منصور پادشاه رسید مرو بخواب که حافظ به بارگاه قبول	ز قعر چاه برآمد باوج ماه رسید نوید فتح و بشارت بمهر و ماه رسید ز ورد نیم شب و درس صبحگاه رسید

بنفشه دوش بگل گفت وخوش نشانے داد
که تاب من بجهان طرهٔ فلانے داد
دلم که مخزنِ اسرار بود دست قضا
درش ببست وکلیدش بدلستانے داد
شکسته وار بدرگاهت آمدم که طبیب
بمومیائے لطفِ توام نشانے داد
برو معالجهٔ خود کن اے نصیحت گو
شراب وشاهد وساقی کرا زیانے داد

پیرانه سرم عشق جوانے بسر افتاد
واں راز که در دل بنهفتم بدر افتاد

بس تجربه کردیم دریں دارِ مکافات
با دُردکشاں هر که درافتاد برافتاد

گر جاں بدهد سنگِ سیه لعل نگردد
با طینتِ اصلی چه کند بدگهر افتاد

بریدِ بادِ صبا دوشم آگهی آورد
که روزِ محنت وغم رو بکوتهی آورد

بخیرِ خاطرِ ما کوش کایں کلاه نمد
بسے شکست که بر افسرِ شهی آورد

بکوئے میکده یارب سحر چه مشغله بود
که جوشِ شاهد وساقی وشمع ومشعله بود

حدیثِ عشق کہ از حرف و صوت مستغنی است	بنالۂ دف و نے در خروش و ولولہ بود
مباحثے کہ دراں حلقۂ جنوں می رفت	ورائے مدرسہ و قیل و قال مسئلہ بود
دل از کرشمۂ ساقی بشکر بود و لے	ز نامساعدِ بختش اندکے گلہ بود
بگفتمش بلبم بوسہ حوالت کن	بخندہ گفت کہ ات با من ایں معاملہ بود
دہانِ یار کہ درمانِ دردِ حافظ داشت	فغاں کہ وقتِ مروت چہ تنگ حوصلہ بود
خوش می کنم بہ بادۂ مشکیں مشام جاں	کز دلق پوش صومعہ بوئے ریا شنید
سرِ خدا کہ عارفِ سالک بکس نگفت	در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید
ما بادہ زیرِ خرقہ نہ امروز می کشیم	صد بار پیرِ میکدہ ایں ماجرا شنید
یا رب کجاست محرمِ رازے کہ یک زماں	دل شرحِ آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید
ما مے بہ بانگِ چنگ نہ امروز می خوریم	بس دور شد کہ گنبدِ چرخ ایں صدا شنید
پندِ حکیم محضِ صوابست و عینِ خیر	فرخندہ بخت آنکہ بسمعِ رضا شنید
حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس	در بندِ آں مباش کہ نشنید یا شنید
بر درش ہم گدائے نکتۂ درکار کرد	گفت بر ہر خواں کہ بنشستم خدا رزاق بود
تا ز مے خانہ و مے نام و نشاں خواہد بود	سرِ ما خاکِ رہِ پیرِ مغاں خواہد بود

حلقهٔ پیرِ مغانم ز ازل در گوش است — ما همانیم که بودیم و همان خواهد بود
بر سرِ تربتِ ما چون گذری همت خواه — که زیارتگهِ رندانِ جهان خواهد بود
بر زمینی که نشانِ کفِ پای تو بود — سالها سجدهٔ صاحب‌نظران خواهد بود
برو ای زاهدِ خودبین که ز چشمِ من و تو — رازِ این پرده نهانست و نهان خواهد بود
عیبِ مستان مکن ای خواجه کزین کهنه رباط — کس ندانست که رحلت بچسان خواهد بود
بختِ حافظ گر ازین گونه مدد خواهد کرد — زلفِ معشوقه بدستِ دگران خواهد بود

ترسم که اشکِ در غمِ ما پرده در شود — وین رازِ سربمهر به عالم سمر شود
گویند سنگ لعل شود در مقامِ صبر — آری شود ولیک بخونِ جگر شود
در تنگنای حیرتم از نخوتِ رقیب — یارب مباد آنکه گدا معتبر شود
بس نکته غیرِ حسن بباید که تا کسی — مقبولِ طبعِ مردمِ صاحب‌نظر شود

تنت بنازِ طبیبان نیازمند مباد — وجودِ نازکت آزردهٔ گزند مباد
سلامتِ همه آفاق در سلامتِ تست — بهیچ عارضه شخصِ تو دردمند مباد
شفا ز گفتهٔ شکرفشانِ حافظ جو — که حاجتت بعلاجِ گلاب و قند مباد

جان بی جمالِ جانان میلِ جهان ندارد
هر کس که این ندارد حقا که آن ندارد

با هیچ کس نشانی زان دلستان ندیدم
یا من خبر ندارم یا او نشان ندارد
چنگ خمیده قامت می خواندت بعشرت
بشنو که پند پیران هیچت زیان ندارد
آنرا که خواندی استاد گر بنگری بتحقیق
صنعتگریست اما طبع روان ندارد
ای دل طریق رندی از محتسب بیاموز
مست است و در حق او کس این گمان ندارد

بهای وصل تو گر جان بود خریدارم	که جنس خوب مبصر بهر چه دید خرید
بجان مشتاق روی تست حافظ	ترا بر حال مشتاقان نظر باد
چو باد عزم سر کوی یار خواهم کرد	نفس ببوی خوشش مشکبار خواهم کرد
هر آبروی که اندوختم ز دانش و دین	نثار خاک ره آن نگار خواهم کرد
بهرزه بی می و معشوق عمر میگذرد	بطالتم بس از امروز کار خواهم کرد
بیاد چشم تو خود را خراب خواهم ساخت	بنای عهد قدیم استوار خواهم کرد

نفاق و زرق نبخشد صفای دل حافظ	طریق رندی و عشق اختیار خواهم کرد
چه مستی است ندانم که رو بما آورد	که بود ساقی و این باده از کجا آورد
علاج ضعف دل ما کرشمهٔ ساقی است	برآر سر که طبیب آمد و دوا آورد
چه راه می زند این مطرب مقام شناس	که در میان غزل قول آشنا آورد
مرید پیر مغانم ز من مرنج ای شیخ	چرا که وعده تو کردی و او بجا آورد
بتنگ چشمی آن ترک لشکری نازم	که حمله بر من مسکین یک قبا آورد
چو دست بر سر زلفش زنم بتاب رود	ور آشتی طلبم بر سر عتاب رود
حباب را چو فتد باد نخوت اندر سر	کلاه داریش اندر سر شراب رود
مرا تو عهد شکن خواندهٔ و می ترسم	که با تو روز قیامت همین خطاب رود
دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش	که این معامله با عالم شباب رود
سواد نامهٔ موی سیاه چون طی شد	بیاض کم نشود ور صد انتخاب رود
تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز	خوشا کسی که درین راه بی حجاب رود
حسب حالی ننوشتیم و شد ایامی چند	قاصدی کو که فرستم بتو پیغامی چند
ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید	هم مگر پیش نهد لطف شما گامی چند

قند آمیختہ با گل نہ علاجِ دلِ ماست	بوسۂ چند بیامیز بدشنامے چند
اے گدایانِ خرابات خدا یارِ شماست	چشمِ انعام مدارید ز انعامے چند
زاہد از کوچۂ رنداں بسلامت بگذر	تا خرابت نہ کند صحبتِ بدنامے چند
عیبِ مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو	نفیِ حکمت مکن از بہرِ دلِ عامے چند
پیرِ میخانہ چہ خوش گفت بدردی کشِ خویش	کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند
بیانِ شوق چہ حاجت کہ حالِ آتشِ دل	تواں شناخت ز سوزے کہ در سخن باشد
ہوائے کوئے تو از سر نمی رود ما را	غریب را دلِ آوارہ در وطن باشد
بیا اے شیخ در خمخانۂ ما	شرابے خور کہ در کوثر نباشد

خستگاں را چو طلب باشد و قوت نہ بود
گر تو بیداد کنی شرطِ مروت نہ بود
چوں طہارت نہ بود کعبہ و بتخانہ یکیست
نبود خیر در آں خانہ کہ عصمت نہ بود
حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلسِ شاہ
ہر کرا نیست ادب لائقِ صحبت نہ بود

دلا بسوز که سوزِ تو کارها بکند	دعای نیم شبی دفعِ صد بلا بکند
عتابِ یارِ پری چهره عاشقانه بکش	که یک کرشمه تلافیِ صد جفا بکند
طبیبِ عشق مسیحا دم است و مشفق لیک	چو درد در تو نبیند کرا دوا بکند
ز بختِ خفته ملولم بود که بیدارے	بوقتِ فاتحهٔ صبح یک دعا بکند
ساقیا جامِ میم ده که نگارندهٔ غیب	نیست معلوم که در پرده اسرار چه کرد
ق	
آں که پر نقش زد این دائرهٔ مینائی	کس ندانست که در گردشِ پرکار چه کرد

دست در حلقهٔ آں زلفِ دوتا نتواں کرد
تکیه بر عهدِ تو و بادِ صبا نتواں کرد

آنچه سعی است من اندر طلبت بنمودم
این قدر هست که تغییرِ قضا نتواں کرد

من چه گویم که ترا نازکیِ طبعِ لطیف
تا بحدیست که آهسته دعا نتواں کرد

نظرِ پاک تواں در رخِ جاناں دیدن
که در آئینه نظر جز بصفا نتواں کرد

دانی که چنگ و عود چه تقریر می کنند — پنهان خورید باده که تعزیر می کنند

جز قلب تیره هیچ نشد حاصل و هنوز — باطل درین خیال که اکسیر می کنند

گویند رمز عشق مگویید و مشنوید — مشکل حکایتیست که تقریر می کنند

صد ملک دل به نیم نظر می توان خرید — خوبان درین معامله تقصیر می کنند

ما از برون در شده مغرور صد فریب — تا خود درون پرده چه تدبیر می کنند

قومے بجد و جهد گرفتند وصل دوست — قومے دگر حواله به تقدیر می کنند

فی الجمله اعتماد مکن بر ثبات دهر — کاین کارخانه ایست که تغییر می کنند

مے خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب — چون نیک بنگری همه تزویر می کنند

در نظربازی ما بیخبران حیرانند — من چنینم که نمودم دگر ایشان دانند

وصف رخساره خورشید ز خفاش مپرس — که درین آینه صاحب نظران حیرانند

گر شوند آگه از اندیشه ما مغبچگان — بعد ازین خرقه صوفی بگرو نستانند

مفلسانیم و هوائے مے و مطرب داریم — آه اگر خرقه پشمین بگرو نستانند

زاهد ار رندی حافظ نکند فهم چه باک — دیو بگریزد از آن قوم که قرآن خوانند

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند
واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
من اگر کامروا گشتم و خوشدل چه عجب
مستحق بودم و اینها بزکاتم دادند

این همه قند و شکر کز سخنم می ریزد
اجر صبریست کزان شاخ نباتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغان
خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند
شکر شکر بشکرانه بیفشان ای دل
که نگار خوش و شیرین حرکاتم دادند

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند
گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند
شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند
آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند
ما بصد خرمن پندار ز ره چون نرویم
چون ره آدم بیدار بیک دانه زدند
کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانه زدند

بفروغ چهره زلفت همه شب زند ره دل
چه دلاورست دزدی که بکف چراغ دارد